

عصر حاضر میں ذمی کے حقوق و ذمہ داریاں شرعی نقطہ نظر سے ایک تحقیقی جائزہ

THE RIGHTS AND RESPONSIBILITIES OF DHIMMI IN CONTEMPORARY ERA ACCORDING TO POINT OF VIEW OF SHARIAH

*Mufti Kifayatullah

**Shabir Ahmad Usmani

ABSTRACT

Islam is a religion of peace and brotherhood. Islam teaches us love and does not allow us to hate anyone. Islam gives equal rights to all sections of the society irrespective of their affiliation with any group NO one can be deprived of any right just because he does not believe in Allah Almighty. Although disbelief is the root of all evil. It is a matter between god and his servant Dhimmi is an ordinary citizen Dhimmi also deserve all the right that a Muslim citizen has in Islam. Islam has declared dhimmi to be entitled to all fundamental rights, the state of Medina is a clear example of this. Jizyah is taken from the Dhimmi in exchange for the protection of their property, honor and reputation so the protection of their property, honor, education, health and proper representation. And dhimmi has some duties and responsibilities after setting in an Islamic state certain responsibilities fall on the shoulder of a dhimmi like to fully comply with the laws of the land . execute the contract. paying jizya and tribute respecting Muslim holy places and holy figures It is the duty of the dhimmi to abide by the laws of the land to respect the laws of the land and Islam, in the case of violation of national law will be punished according to law.

Key words Dhimmi, Rights, duty, Islam, Non-muslims.

دین اسلام ایک اصولی دین ہے جس میں معاشرے کے تمام افراد کے حقوق و فرائض تفصیل کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔ اسلام ہمیشہ اپنے ماننے والوں کو تمام انسانوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا درس دیتا ہے۔ اسلام ایک ایسا منفرد دین ہے جس میں معاشرے کے تمام طبقات کے حقوق اور ان کی ذمہ داریاں متعین کی گئی ہیں اس میں ایسا کوئی اصول اور قانون نہیں رکھا گیا جو شرف انسانیت کے خلاف ہو جہاں بھی اسلام میں عدل و انصاف نیکی و حسن سلوک کی بات ہے اس کا دائرہ کار صرف مسلمانوں تک محدود نہیں بلکہ تمام روح مخلوقات اس میں شامل ہیں۔ معاشرے کے ہر فرد تمام بنیادی حقوق و فرائض میں بلا رنگ نسل زبان مذہب علاقہ سب برابر ہیں معاشرے کے ہر فرد پر لازم ہے کہ دوسرے فرد کی زندگی کی حفاظت کرے۔ اس کو کوئی جانی و مالی نقصان نہ پہنچائے۔ انسانی بنیادی حقوق کا تحفظ اسلام کا جز لا ینفک ہے اللہ تعالیٰ رب العلمین ہے جس کے رحمت کا دائرہ کار پوری انسانیت کو بلا رنگ و نسل و مذہب شامل ہے انسان تو کیا اس میں حشرات الارض سمیت تمام حیوانات کے حقوق شامل ہیں۔ جہاں قرآن و سنت میں والدین، بہن بھائی، رشتہ داروں، ہمسایہ اور دیگر افراد کے حقوق بیان کیے گئے ہیں وہاں ایک ذمی

* PhD Scholar, Department of Islamic Studies, AWKUM Mardan.

** Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Loralai, Loralai.

کے حقوق و فرائض بھی بیان کیے گئے ہیں۔ آج کل دنیا بھر میں اقلیتوں کے حقوق کے مسائل ایک اہم سوال بن کر سامنے آ رہا ہیں۔ مغرب ہمیشہ ہمیں طعنہ دیتا ہے کہ اسلام تو صرف عبادات تک محدود ہے اس میں انسانی حقوق کا کوئی خیال نہیں رکھا گیا حالانکہ یہ بات حقیقت کے برعکس ہے۔

"لَا يَنْهَكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُواكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ"

"اللہ تمہیں اس بات سے منع نہیں فرماتے کہ جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا ہے کہ تم ان سے بھلائی کا سلوک کرو اور ان سے عدل و انصاف کا برتاؤ کرو۔ بیشک اللہ عدل و انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں"

اس سے معلوم ہوا اسلام میں وسعت اور عالمگیریت ہے عقیدہ جو بھی ہو لیکن انسانی حقوق میں سب کیلئے برابری ہے۔ جدید دور میں مغرب نے اقلیت کے حقوق کا شور مچایا ہے اور اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ مہم چلا رہے ہیں کہ اسلام تشدد پسند مذہب ہے اسلام میں اقلیتوں کے حقوق کا نام و نشان تک نہیں ہے ان کا یہ دعویٰ حقیقت کے برعکس ہے حالانکہ اسلام میں اقلیتوں سمیت تمام غیر مسلمانوں کے حقوق موجود ہیں۔ اسلام میں مسلم اور غیر مسلم کے بنیادی حقوق میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔ اسلامی ریاست میں غیر مسلم کے وہی بنیادی حقوق ہیں جو مسلمان کے ہیں میثاق مدینہ، مدنی زندگی، اور خلافت راشدہ اس کی واضح مثالیں ہیں۔ اسلام کے سائے تلے غیروں نے ہر وقت امن و سکون کے ساتھ زندگی گزاری ہے۔

افراد معاشرہ میں سے ہر فرد کے حقوق اور ان کی ذمہ داریاں متعین کی گئی ہیں۔ یہی خصوصیت صرف اسلام کو حاصل ہے جس میں مکرمین اسلام کے بھی حقوق بیان کیے گئے ہیں اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا سبق موجود ہے اسلام کا حسن معاشرت کا پہلو سب سے ممتاز ہے جس میں غیروں کے ساتھ بھی اچھے رویے اور ان کے حقوق کے تحفظ کا درس ملتا ہے۔ یوسف قرضاوی لکھتے ہیں

"اگرچہ اسلام کی بنیاد مخصوص عقیدے اور نظریے پر قائم ہے لیکن وہ مسلم اور غیر مسلم کے باہمی تعلقات کی بنیاد و اداری، عدل، نیکی اور رحمت پر رکھتا ہے"

اسلام نے ذمی کو کتنی اہمیت دی ہے اس کا اندازہ حضرت محمد ﷺ کے اس فرمان سے ہوتا ہے

"الَا مِنْ ظَلَمٍ مُعَاهِدًا أَوْ انْتَقَصَهُ أَوْ لَكَفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ أَوْ اخَذَ شَيْئًا يَصِيرُ طَيْبٌ نَفْسًا فَا نَا حُجِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"

"خبردار جس کسی نے کسی ذمی پر ظلم کیا یا اس کا حق غصب کیا یا اسکو اسکی استطاعت سے زیادہ تکلیف دی یا اسکی رضا کے بغیر اس سے کوئی چیز لی تو روز قیامت میں اسکی طرف سے لڑوں گا۔"

ایک دفعہ جب کہیں سے غیر مسلمین کا وفد آیا تو آپ نے اس موقع پر فرمایا

"انهم كانوا الاصحاب البكرمين فاني احب ان اكلهم"

"یہ ممتاز لوگ ہیں اس لیے میں نے پسند کیا کہ میں خود انکی تعظیم اور مہمان نوازی کروں۔"

یسین مظہر صدیقی لکھتے ہیں کہ

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدنی دور حکومت میں بطور سربراہ ریاست اور بطور نبی آخر زمان صلی اللہ علیہ وسلم غیر مسلم اقلیتوں کو اسلامی نظام کے سانیہ رحمت میں ان کو تمام حقوق عطا فرمائے جس پر انسانیت فخر کر سکتی ہے۔"^۵

مسلمان ایک عرصے تک دنیا کے مختلف اقوام پر حکمران رہے ہیں لیکن کسی دور میں بھی کسی اقلیت کے بنیادی مسائل میں حق تلفی اور اس کے ساتھ جانبداری کا معاملہ نہیں کیا گیا۔ ذمی کون ہے؟ ذمی کی تعرف اور ان کی اقسام کو یہاں اختصار کے ساتھ بیان کیا جا رہا ہے۔

ذمی کا لفظی معنی ہے ضمانت، ذمی وہ غیر مسلم جو دارالاسلام میں رہتا ہے اس کی حفاظت اور حقوق کی ادائیگی کا ذمہ اسلامی ریاست نے لیا ہو۔^۶ ذمی کیلئے اہل الذمہ، حربی، مستامن، اہل العقد اور اقلیت کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ ذمی کی تین اقسام ہیں۔

۱. جنہوں نے شہریت کو اختیار کیا ہو۔

۲. جن کو جنگ میں شکست ہوئی ہو۔

۳. کچھ وہ ہیں جن کے ساتھ جنگ کے دوران معاہدہ کیا ہو۔^۷

مفتوحین کو وہ حقوق دیے جائیں جو اسلام نے دیے ہوں باقی دو قسم کے ذمیوں کیلئے اسلام کے دیے ہوئے حقوق کے ساتھ ساتھ شرائط کی پاسداری بھی ضروری ہے۔ اسلام نے ہر وقت پوری انسانیت کو پکارا ہے کئی مرتبہ قرآن میں یا ایہا الناس کا ذکر موجود ہے جس دین کا خطاب پوری انسانیت ہو وہ پوری انسانیت کے تمام حقوق کا ضامن ہے اور وہ کسی طبقہ سے نفرت و عداوت کا درس نہیں دیتا ہے مسلم معاشرے میں غیر مسلم کو مکمل تحفظ حاصل ہے۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ اسلامی ریاستوں میں اقلیتوں کو ہر قسم کا تحفظ حاصل رہا ہے ذمیوں کے ساتھ برابری اور حسن سلوک کا رویہ اپنایا گیا ہے۔ ان کے ساتھ عدل اور انصاف فرماتے، عہد رسالت اور مابعد کے ادوار میں ذمی مکمل آزادی کے ساتھ اسلامی ریاست میں زندگی بسر کرتے تھے۔ اسلامی تعلیمات امن، بھائی چارے، اخوت پر مبنی ہیں۔ اسلام ایک عالمگیر دین ہے اور اس نے دیگر افراد معاشرہ کی طرح ذمیوں کے حقوق اور ان کی ذمہ داریاں متعین کی ہیں۔ احادیث اور فقہ میں ذمی کے احکام تفصیل سے مذکور ہیں۔ اسلامی ریاست میں ذمی کے کیا حقوق ہیں اور اسکی کیا ذمہ داریاں ہیں قرآن و سنت کی روشنی میں ان شاء اللہ تمام حقوق اور بنیادی ذمہ داریوں پر ایک تحقیقی جائزہ پیش کریں گے۔

بنیادی حقوق میں ذمی بھی ایک عام شہری کی طرح ہے۔ ریاست کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ذمی کو وہ تمام سہولیات مہیا کرے جو ایک عام شہری کا حق بنتا ہے۔ امام سرخسی نے اپنی کتاب شرح سیر کبیر میں ایک قاعدہ کلیہ بیان فرمایا ہے

"الذمی فی دارنا کا المسلم"^۸

"ذمی بھی ایک مسلمان کی طرح عام شہری ہے۔"

بنیادی انسانی حقوق میں مساوات ہیں۔ فقہاء اسلام فرماتے ہیں

"فان قبلو ذلك فلهم ما لنا وعليهم ما علينا"^۹

"اگر وہ جزیہ قبول کریں تو ان کیلئے وہ ہے جو ہمارے لیے ہے اور ان پر وہ ہے جو ہم پر ہے۔"

فقہاء کرام کی آراء سے یہ بات واضح ہے کہ جزیہ دینے کے بعد ذمی بھی مسلمان کی طرح ایک عام شہری ہے جو حقوق مسلمان کے ہیں وہی ذمی کے بھی ہیں اور جو ذمہ داریاں مسلمان کی ہیں وہی ذمہ داریاں ذمی کی ہیں جزیہ دینے کے بعد ذمی تمام حقوق اور ذمہ داریوں میں مسلمان کی طرح ہیں۔

جان کی حفاظت

ایک اسلامی ریاست کا اہم فریضہ غیر مسلم کی جان کا تحفظ ہے۔ دین اسلام میں کسی شخص کو ناحق قتل کرنا پوری انسانیت کا قتل ہے۔ قانونی طور پر مسلم اور غیر مسلم شہری جان کی حرمت میں برابر ہیں مطلب یہ ہے کہ جیسے ایک مسلم کا قتل جائز نہیں اسی طرح غیر مسلم کا قتل بھی جائز نہیں ہے یہ اصول ہمیں قرآن مجید سے ملتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

"ان النفس بالنفس والعین بالعين"^{۱۰}

"جان کے بدلے جان آنکھ کے بدلے آنکھ"

مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ عام حق ہے اور عام حق میں مسلمان اور غیر مسلم دونوں برابر ہیں۔ حدیث نبوی ﷺ ہے

"من قتل معاهدا لم ير حر رائحة الجنة وان ريحها توجد من مسيرة اربعين عاما"^{۱۱}

"جس شخص نے غیر مسلم شہری کو بلا وجہ قتل کیا تو وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھ سکے گا حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس

سال کی مسافت پر ہے۔"

لہذا یہ اصول ہے جیسا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

"من كان له زمتا قدمه كدمنا وديته كديتنا"^{۱۲}

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک مسلمان نے ایک غیر مسلم ذمی کو قتل کر دیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسلمان کو قتل کرنے کا حکم جاری فرمایا، مسلمان نے ذمی کے بھائی سے صلح کی اور دیت ادا کی، ذمی کے بھائی نے مسلمان کو معاف فرمایا اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذمی کے بھائی سے پوچھا "لعلہم فرعون اوہدوک" شاید مسلمان نے آپکو ڈرایا اور دھمکایا ہو ذمی کے بھائی نے کہا نہیں اس نے دیت ادا کی ہے اور میں معاف کر رہا ہوں۔ "تاریخ اسلام ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے ایک اور مستند حدیث نبوی ﷺ ہے

"ان النبی ﷺ اقاد المسلم بذمی وقال انا حق من وفي ذمته" ^{۱۴}

"آپ ﷺ نے ایک ذمی کے بدلے مسلمان سے قصاص لیا اور فرمایا میں اس ذمہ کو پورا کرنے کا زیادہ حقدار ہوں۔"

لہذا ان تمام نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ دین اسلام میں تحفظ جان میں مسلم اور ذمی دونوں برابر ہیں لہذا ذمی کی جان کا تحفظ اسلامی ریاست کا اہم فریضہ ہے۔ بالفرض اگر کسی مسلمان نے کسی ذمی کو قتل کیا تو مسلمان سے یا تو قصاص لیا جائے گا یا ذمی کے ورثاء کو دیت دے دیں یاد رکھئے ذمی کی دیت بھی ایک مسلمان کی دیت کے برابر ہے ۱۰۰ اونٹ، ایک ہزار دینار یا دس ہزار دراہم۔

"دية اليهودى والبجوسى والنصرانى مثل دية المسلم" ^{۱۵}

"یہودی، مجوسی اور نصرانی کی دیت کے برابر ہے۔"

لہذا جان کی حفاظت میں مسلمان اور ذمی دونوں برابر ہیں۔

مال کے تحفظ کا حق

دوسرا بنیادی حق مال کا تحفظ ہے۔ اسلام غیر مسلموں کے مال و املاک کا بھی تحفظ کرتا ہے۔ اہل نجران کے ساتھ معاہدے کے وقت ان کی مال کی حفاظت بھی اسلامی ریاست کی ذمہ داری میں شامل تھا ایک ذمی کے مال کا تحفظ اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کیوں کہ ایک اصول ہے

"انما قبول عقد الذمة تكون اموالهم كما والنا ودماءهم كدمائنا" ^{۱۶}

"اہل الذمہ نے جزیہ اس لیے ادا کیا ہے تاکہ ان کا مال ہمارے مال کی طرح محفوظ ہو اور ان کی جان ہماری جان کی طرح محفوظ ہو جائیں۔" ^{۱۷}

ذمی کے مال کا تحفظ مسلمان کے مال کی طرح ضروری ہے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی مسلمان کسی ذمی کا مال چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اگر ذمی کے مال کو نقصان پہنچایا تو ضمان لازم ہے۔ اگرچہ وہ شراب اور خنزیر ہی کیوں نہ ہو کیوں کہ ذمی کیلئے شراب اور خنزیر مباح اور مقوم ہیں ان کی تجارت ذمی کیلئے درست ہے۔ فقہ کا اصول ہے

"ويضمن المسلم قيمة خنزير وخمر اذا تلفه"^{١٤}

لہذا شراب اور خنزیر سمیت ذمی کے تمام مال کا تحفظ اسلامی ریاست کی ذمہ داری بنتی ہے اگر کسی بھی قسم کا نقصان پہنچائے تو اس سے مکمل ضمان لیا جائے گا۔ لہذا ذمی کے مال جائیداد کی حفاظت بھی ریاستی فرائض میں شامل ہے۔

عزت و آبرو کے تحفظ کا حق

تیسرا اہم حق عزت و آبرو کا تحفظ ہے عزت و آبرو کے تحفظ میں بھی مسلم اور ذمی دونوں برابر ہیں۔ گالم گلوچ، غیبت، بہتان، الزام تراشی، غیر اخلاقی اور نامناسب رویہ کی سختی سے ممانعت ہے، حتیٰ کہ اگر مسلمان مرد نے ذمی عورت سے زنا کیا تو مسلمان مرد کو وہی سزا ملے گی جو سزا زنا کی مسلمان مرد اور کسی مسلمان عورت کیلئے ہے۔^{١٥} ایک ذمی کو آداب معاشرت کے تمام حقوق برابری حاصل ہیں۔ ان کو عزت کے ساتھ جینے کا حق حاصل ہے۔

مذہبی آزادی کا حق

اسلام کے عطا کردہ بنیادی حقوق میں سرفہرست مذہبی آزادی ہے یہی اسلام کی خوبی ہے کہ اسلامی ریاست کی آغوش میں بسنے والے غیر مسلموں کو اپنے مذہب اور مسلک پر قائم رہنے کی مکمل آزادی حاصل ہے ذمی پر نسیل لاء میں مکمل آزادی ہے۔ ذاتی معاملات میں وہ آزادی کے ساتھ اپنے مذہب پر مکمل طور پر عمل کرنے کا مجاز ہے۔ ان کو مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے کیونکہ درحقیقت کفر اگرچہ بڑے جرائم میں سے ہے مگر یہ بندہ اور رب کا معاملہ ہے تیسرا بندہ اس میں کوئی مداخلت نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں

"وانما عليك البلغ وعلينا الحساب"^{١٦}

"اے پیغمبر آپ کا کام پیغام پہنچانا ہے حساب لینا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔"

قرآن مجید کی متعدد آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو مکمل طور پر اختیار دیا ہے ان کو مجبور نہیں کیا ہے کسی بھی مذہبی معاملے میں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

"لا اكره في الدين"^{١٧}

"دین اسلام میں کوئی جبر نہیں ہے۔"

"وقل الحق من ربكم فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر"^{١٨}

دنیا کی سب سے پہلی اسلامی ریاست میں ذمی کو اسلام لانے پر مجبور نہیں کیا گیا ہے بلکہ میثاق مدینہ کے تحت ان کو مکمل طور پر مذہبی آزادی دی گئی۔ مذکور بالا آیات قرآنی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں کوئی جبر اور زبردستی نہیں ہے خاص کر ذمی کا معاملہ تو کچھ اور ہے جزیہ تو اسی لئے ادا کرتا ہے کہ اس کو مکمل مذہبی آزادی ہو جزیہ دینے کے بعد ذمی کو کسی طرح بھی اسلام احکام اور عقائد پر مجبور نہیں کیا جاسکتا ہے شرعی

نقطہ نظر سے اشاعت اسلام میں اکراہ نہیں ہے کیوں کہ تمام دلائل و براہین واضح ہیں اور نہ اسلام کسی کا محتاج ہے دلائل کے بغیر کسی پر بزور بازو اپنے عقائد نافذ کرنا فطرت کے خلاف ہے لہذا ذمی کو ایک اسلامی ریاست میں مکمل طور پر مذہبی آزادی حاصل ہے وہ اپنے دینی معاملات میں مکمل آزاد ہے وہ آزادی کے ساتھ اپنے آبادیوں میں اپنے مذہبی رسومات کو ادا کر سکتے ہیں۔ حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین نے اہل نجران کے ساتھ جو معاہدہ کیا تھا اس میں انکو مکمل مذہبی آزادی دی گئی تھی، اپنی عبادت گاہوں کے اندر رہ کر وہ اپنے تمام مذہبی امور کو آزادی کے ساتھ ادا کر سکتے ہیں۔ البتہ جو چیز انکے مذہب میں منع ہے اور اسلام میں بھی اس کی اجازت نہیں ہے تو ایسے امور کے ارتکاب سے روکا جائے گا۔

معاشی حقوق

ذمی پر کسی قسم کی اقتصادی پابندیاں نہیں ہیں۔ اسلامی ریاست میں ایک ذمی ہر قسم کی تجارت خرید و فروخت میں مکمل آزاد ہے بلکہ تجارت کے معاملات میں ذمی اور مسلمان دونوں برابر ہیں جو آزادی اور پابندی خرید و فروخت میں مسلمانوں کیلئے ہے وہی آزادی اور پابندی خرید و فروخت تجارت میں ایک ذمی کیلئے بھی ہے۔ اسلام میں ہر فرد معاشرے کو بلا امتیاز رنگ نسل مذہب یہ حق حاصل ہے کہ وہ کمانے کیلئے جو کام کرنا چاہتا ہے کر سکتا ہے۔ ایک فقہی اصول کے تحت حق معیشت میں دونوں برابر ہیں۔

"الذی ملتزم احکام الاسلام فیما یرجع الیہ معاملات"

تجارت کے مسائل میں ذمی اسلامی احکام کے مکمل طور پر پابند ہے۔ لیکن سود جو کہ اجتماعی طور پر پورے معاشرے کیلئے نقصان دہ ہے یہ ذمی کیلئے بھی ممنوع ہے البتہ صرف شراب اور خنزیر اس سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ شراب اور خنزیر ذمی کے حق میں مال منقوم تصور کیے جاتے ہیں اور ذمی حدود میں رہ کر اپنے آبادیوں میں ان کی تجارت بھی کر سکتا ہے اور ان کو استعمال کرنے کا حق بھی اس کو حاصل ہے۔

حق ملازمت

ایک شہری کی حیثیت سے ہر فرد کو روزگار فراہم کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے بطور روزگار ذمی کوئی بھی پیشہ اختیار کر سکتا ہے ذمی کیلئے پیشے کی کوئی تخصیص نہیں ہے رائج الوقت روزگار کے تمام مواقع ذمی کیلئے بھی ہیں۔ کیونکہ اسلامی ریاست میں ذمی بطور ایک خادم حق ملازمت رکھتا ہے ہر وہ منصب یا عہدہ جس میں صرف ملک و ملت کی خدمت مقصود ہو ایسی تمام ملازمتوں میں ذمی اور مسلمان برابر ہیں امتیاز یہاں صرف استعداد اور اچھی کارکردگی پر ہے۔ باقی وہ تمام ذمہ داریاں جن کا مقصد صرف تشریح شریعت یا نفاذ شریعت ہو وہ صرف مسلمانوں کیلئے خاص ہے کیوں کہ اولی الامر کا منصب مسلمانوں کیلئے ہے۔

حق تعلیم

انسانی بنیادی حقوق میں ایک اہم حق تعلیم کا ہے تعلیم صرف مسلمان کیلئے نہیں بلکہ ایک بہترین انسان بننے کیلئے بھی ضروری ہے ہے غیر مسلم اقلیتوں کیلئے تعلیم کے بھرپور مواقع فراہم کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے معاشرے کی ترقی کا راز معاشرے کی ہر فرد کی خواندہ ہونے میں ہے عام ملکی نصاب جس میں دیگر سائنسی علوم ہیں یہ ملکی نصاب سب کیلئے یکساں ہیں البتہ جو مذہبی علوم ہیں اس میں ذمی کو اسلامی نصاب پر مجبور نہ کریں۔ انہیں یہ حق حاصل ہے کہ اپنی ملکی درسگاہوں میں یا اپنی مخصوص درسگاہوں میں اپنے لئے ایک الگ نصاب منتخب کریں۔

نمائندگی کا حق

اسلامی نظریہ کے مطابق ذمی کو قانون ساز اداروں میں نمائندگی کا حق نہیں ہے کیوں کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے

"وامرهم شورى بينهم" ^{۲۲}

مشاورت صرف مسلمانوں کے درمیان ہو البتہ دور جدید میں جدید تقاضوں کے مطابق نمائندگی دینے کی گنجائش ہے اس کیلئے اسلاف نے دو طریقے تجویز فرمائے ہیں۔

ذمیوں کو جداگانہ انتخاب کی بنیاد پر آبادی کے تناسب سے حق دیا جائے لیکن مشاورت صرف ان امور میں لی جائے جن کی اسلام نے اجازت دی ہو دوسرا طریقہ نمائندگی دینے کا یہ ہے کہ ذمیوں کو ایک الگ نمائندہ ادارہ دیا جائے تاکہ وہ اپنی مرضی سے اپنے مسائل کو حل کر سکیں اور اسمبلی کے فیصلوں کے متعلق اپنی شکایات، اعتراضات اور مشورے آزادی کے ساتھ پیش کر سکیں۔ ^{۲۳}

معاشرتی تعلقات کا حق

ایک مثالی معاشرہ باہمی تعاون اچھے اخلاق و اخلاق سے ممکن ہے معاشرے میں رہتے ہوئے ارد گرد کے لوگوں کو ان خیال رکھنا اور ان کے ساتھ روابط قائم رکھنا ضروری ہے اور ان کے غم اور خوشی میں شرکت کرنا ایک مثالی معاشرے کیلئے از حد ضروری ہے اسی جذبہ خیر سگالی کے تحت ذمی کے ساتھ ہمدردی اور تعاون کرنا درست ہے۔ جنازے میں شرکت اور ان سے اظہار تعزیت کرنا درست ہے البتہ صرف اظہار ہمدردی ہے ذمی کیلئے دعائے مغفرت نہ کریں اور جنازے اور تعزیت کے دوران کوئی ایسا عمل نہ کریں جو خلاف شرع ہو۔ ^{۲۴}

سماجی اور قومی تقاریب میں شرکت بھی درست ہے۔ ^{۲۵} نفلی صدقہ دینا اور تحفہ دینا بھی درست ہے البتہ زکوٰۃ دینا درست نہیں ^{۲۶} اور ان کے مذہبی تہواروں میں شرکت کرنا مذہبی تہواروں پر مبارکباد دینا درست نہیں ہے، کھانے پینے میں بھی احتیاط لازم ہے۔ ^{۲۸}

فرائض و ذمہ داریاں

ایک غیر مسلم کی ذمہ داری ہے کہ وہ مندرجہ ذیل امور میں اسلامی ریاست کے ساتھ تعاون کرے۔

معاهدے کی پاسداری

معاهدے کی پاسداری دونوں پر لازم ہے ذمی اور ریاست کے درمیان جو معاہدہ ہوا ہے اگر ذمی معاہدہ توڑیں تو اسلامی ریاست پر اسکی جان و مال، عزت و آبرو کی حفاظت کرنا اب ضروری نہیں ہے۔ اور ذمی کی طرف سے معاہدہ صرف تین چیزوں سے ختم ہوتا ہے۔ ۱۔ مسلمان ہو جائے۔ ۲۔ دارالحرب چلا جائے۔ ۳۔ بغاوت کریں ان تینوں کے علاوہ ذمی جتنا بھی بڑا جرم کریں پھر بھی عہد ذمی باقی رہ جاتا ہے، البتہ جرم کے مطابق سزا ملے گی۔ حتیٰ کہ توہین مذہب اور توہین رسالت پر بھی صرف سزا ملے گی۔ اور اگر اسلامی ریاست کی طرف سے وعدہ خلافی ہو جائے یعنی ریاست تحفظ مال جان میں ناکام ہو جائے تو ذمی پر اس وقت جزیہ دینا ضروری نہیں ہے کیوں کہ ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جب شام کے ذمیوں کی حفاظت جنگ یرموک میں نہ کر سکے تو انکو جزیہ واپس کر دیا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بھی اہل حیرہ سے ہی معاہدہ کیا تھا کہ اگر ہم نے تحفظ دیا تو جزیہ ورنہ معاف۔^{۲۹} نیز معاہدہ توڑنے کا حق صرف ذمی کو حاصل ہے اسلامی ریاست کو معاہدہ توڑنے کا حق حاصل نہیں ہے۔

جزیہ اور خراج

ایک ذمی پر واجب ہے کہ وہ جزیہ اور خراج کو ادا کریں۔ جزیہ کا معنی ہے عوض۔ وہ عوض جو ایک اسلامی ریاست ایک ذمی سے ان کے جان و مال عزت و آبرو کی حفاظت اور دفاعی خدمات استثنائی ہونے کے بدلے لیتے ہیں۔^{۳۰}

چنانچہ آپ ﷺ نے اہل نجران سے معاہدے کے وقت ان پر جزیہ عائد کیا، تمام ذمیوں پر جزیہ واجب ہے۔^{۳۱} لہذا ذمی سے ان کی مال جان عزت و آبرو نہ بھی آزادی سمیت دیگر کی حفاظت کے بدلے جزیہ لینا درست ہے ریاست مدینہ کے بعد دور خلافت اور مابعد ادوار میں بھی ذمی سے جزیہ لینا ثابت ہے۔

ایک ذمی سے جزیہ لینے کی چند شرائط ہیں صرف ان لوگوں سے جزیہ لیا جائے جو لڑنے کے قابل ہیں جو اصول نص سے ثابت ہے عورت، بچے، پاگل، بیمار ایسا جو ابدی مریض ہو، بوڑھے سے جزیہ نہیں لیا جائے گا۔^{۳۲} فقیر اور مسکین بھی معاف ہے۔^{۳۳} نابینا لنگڑا بوڑھے سمیت کسی بھی معذور فرد سے جزیہ نہیں لیا جائے گا کیونکہ جس میں کمانے کی صلاحیت نہ ان سے جزیہ نہ لیا جائے یہی تو اسلام کا حسن ہے جس میں نادار اور معذور افراد کیلئے خصوصی رعایت ہے۔ لہذا ان چند مخصوص افراد جزیہ سے مستثنیٰ ہے اسی طرح نکس وصولی میں بھی نہایت نرمی سے کام لیا جائے ظلم و جبر اور طاقت سے زیادہ نہ لیں۔ جزیہ اس کی مالی حیثیت کے مطابق لیا جاتا ہے۔

خراج سے مراد ہے وہ شے جو زمین سے نکلتی ہو۔ خراج وہ زرعی ٹیکس جو غیر مسلم کی زمین کی پیداوار پر لگایا جاتا ہے خراج کی دو اقسام ہیں۔ ۱۔ خراج مقاسمہ جو پیداوار کی نسبت سے مقرر کریں۔ ۲۔ خراج مؤظف جو زمین کے رقبے کے لحاظ سے مقرر کریں۔^{۳۴} لہذا خراج ادا کرنا بھی ذمی کے فرائض میں شامل ہے۔

ملکی قانون پر عمل درآمد

کسی بھی معاشرے میں رہنے کیلئے سب سے اہم چیز قانون کی پاسداری کرنا ہے مہذب اور ترقی یافتہ سوسائٹی کی راز وہاں کی قانون کا مکمل احترام اور نفاذ ہے ملکی قانون سے کوئی بالاتر نہیں ہو گا ملکی پبلک لاء سب کیلئے برابر ہے لہذا کسی بھی جرم کے بدلے میں جو سزا مسلمان کیلئے مقرر ہے وہی سزا ذمی کیلئے بھی مقرر ہے۔ ملکی قانون کا احترام سب پر لازم ہے خلاف ورزی پر سب کو یکساں سزا ملے گی۔ انتظامی امور کو چلانے کیلئے امن خوشحالی انصاف اور مساوات کا تقاضا یہ ہے کہ ملکی قانون سب شہریوں پر بلا رنگ نسل و مذہب نافذ ہو گا کسی کو کوئی استثنیٰ حاصل نہیں ہے مدنی ریاست کا واضح مثالیں ہمارے سامنے موجود ہے۔^{۳۵}

خلاصہ یہ ہے اسلام ایک جامع اور عالمگیر دین ہے اسلام کا بنیادی فلسفہ عدم تشدد باہمی تعاون محبت اور الفت ہے بلا رنگ نسل زبان مذہب معاشرے کے کسی بھی فرد کے جان مال عزت و آبرو کو نقصان پہنچانے کی قطعاً اجازت نہیں ہے معاشرے میں رہتے ہوئے ہر فرد کو مکمل آزادی کا حق حاصل ہے ہر شخص کو بنیادی حقوق فراہم کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے ریاست مدینہ اسکی بہترین عملی مثال ہے جس میں مسلمانوں سے زیادہ غیر مسلم کو تحفظ اور آزادی حاصل تھی اسلامی ریاست میں رہتے ہوئے ذمی کے کچھ حقوق ہیں اور ذمی پر چند ذمہ داریاں بھی ہیں جو ہم نے تفصیل سے بیان کی ہیں۔ لہذا ریاست کو چاہیے کہ ذمی کو ان کے تمام بنیادی حقوق اور ان کو مکمل آزادی دیے جائیں اور ذمی کو چاہیے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے نبھائیں۔ اگر ریاست کی طرف سے حقوق کی ادائیگی میں غفلت ہوئی ہو تو پھر ذمی پر جزیہ اور خراج دینا واجب نہیں ہے اور اگر ذمی نے اپنے فرائض میں کوتاہی کی تو ریاست قانون کے مطابق ذمی کو سزا دے۔

حوالہ جات

- ۱ القرآن، سورۃ الممتحہ، آیت ۶۸
- ۲ قرضاوی، یوسف، اسلامی معاشرے میں غیر مسلموں کے حقوق و فرائض، مترجم: قیصر شیزاد، (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، ۲۰۱۱ء)، ص ۳
- ۳ ابو داؤد، سلمان بن اشعث بختانی، سنن ابی داؤد، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، سن)، ج ۲، ص ۸۲
- ۴ بیہقی، ابی بکر احمد بن حسین، الجامع الشعب الایمان، (مکتبہ الرشید، ۲۰۰۳ء) رقم الحدیث ۸۷۰۳
- ۵ اقلیتوں کے حقوق اور اسلام موفوبیا، (نئی دہلی: ایفا پبلیکیشنز، ۲۰۱۱ء)، ص ۱۷۵
- ۶ مودودی، ابوالاعلیٰ، اسلامی ریاست، (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، ۱۹۸۷ء)، ص ۲۸۳
- ۷ مودودی، اسلامی ریاست، ص ۵۰۶
- ۸ سرخسی، محمد بن احمد بن ابوبکر، شرح السیر الکبیر، (بیروت: دار لکتب العلمیہ)، ج ۱، ص ۲۳۹
- ۹ احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ، (لاہور: رضا فاؤنڈیشن، ۱۴۱۲ھ)، ج ۱۳، ص ۸۰
- ۱۰ القرآن، سورۃ المائدۃ، آیت ۵۵
- ۱۱ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح للبخاری، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ۲۰۰۸ء)، رقم الحدیث ۱۳۶۶
- ۱۲ بیہقی، ابی بکر احمد بن حسین، السنن الکبریٰ، (بیروت: دار لکتب العلمیہ، ۲۰۰۳ء)، ج ۸، ص ۶۷
- ۱۳ شافعی، محمد بن ادریس، کتاب الام، (بیروت دار المعرفہ، ۱۴۱۰ھ)، ج ۷، ص ۳۳۹
- ۱۴ شافعی، محمد بن ادریس، المسند، (بیروت: دار لکتب العلمیہ، ۲۰۰۹ء)، رقم الحدیث ۳۵۰

- ۱۵ الصنّانی، عبد الرزاق بن ہمام، المصنف للعبد الرزاق، (بیروت: دار الفکر، ۲۰۰۷)، رقم الحدیث ۱۰۲۲۵
- ۱۶ الکاسانی، علاء الدین، بدائع الصنائع، (بیروت: دار الکتب العربی، سطن)، ج ۷، ص ۱۱۱
- ۱۷ شامی، ابن عابدین محمد بن امین، رد المختار علی در المختار، (بیروت: دار الفکر، ۱۴۱۳ھ)، ج ۴، ص ۱۷۰
- ۱۸ شافعی، محمد بن ادریس، کتاب الام، (بیروت: دار المعرفۃ، سطن)، ج ۶، ص ۱۳۹
- ۱۹ القرآن، سورۃ الرعد، آیت ۱۳
- ۲۰ القرآن، سورۃ البقرۃ، آیت ۶۲
- ۲۱ القرآن، سورۃ الکہف، آیت ۲۹
- ۲۲ سرخسی، محمد بن احمد، شرح السیر الکبیر، (الشرکتہ الشرقیہ، ۱۹۷۱)، ج ۱، ص ۳۰۶
- ۲۳ القرآن، سورۃ الشوریٰ، آیت ۴۲
- ۲۴ مودودی، اسلامی ریاست، ص ۵۲۲
- ۲۵ سید جلال الدین عمری، غیر مسلموں سے تعلقات اور ان کے حقوق، (لاہور: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیشرز، ۲۰۰۷)، ص ۹۰
- ۲۶ جلال الدین عمری، ایضاً، ص ۷۰
- ۲۷ جلال الدین عمری، غیر مسلموں سے تعلقات، ص ۵۱
- ۲۸ جلال الدین عمری، غیر مسلموں سے تعلقات، ص ۶۹
- ۲۹ الطبری، ابو جعفر محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، (قاہرہ: الحیدریہ، ۱۳۳۶ھ)، ج ۲، ص ۲۷۰
- ۳۰ محمد بن عبد الروف، المناوی، (بیروت: دار الفکر، ۱۹۹۰)، ص ۲۴۳
- ۳۱ ابویوسف، یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج، (پشاور: مکتبہ فاروقیہ، ۱۹۸۱)، ص ۱۵۷
- ۳۲ ابن قدامہ، محمد بن احمد، المغنی فی الفقہ، (بیروت)، ص ۲۷۰
- ۳۳ ابویوسف، کتاب الخراج، ص ۲۵۳
- ۳۴ جرجانی، علی بن محمد، کتاب التعریفات، (کراچی، قدیمی کتب خانہ، سن)، ص ۷۱
- ۳۵ مودودی، اسلامی ریاست، ص ۶۰۸